ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-25

ماخذ تحقیقی مجلہ

OPEN ACCESS

CC BY NC

محمد شیراز

ریسرچ اسکالر شعبہ اردو ہزارہ یونی ورسٹی، مانسہرہ ۔

ڈاکٹر محمد الطاف یوسف زئی

ایسوسی ایٹ پروفیسر شعبہ اردو ہزارہ یونی ورسٹی مانسہرہ ۔

ڈاکٹر محمد شہزاد

استاذ اسلامیہ کالجیٹ سکول اسلامیہ کالج پشاور۔

اختر رضا سلیمی کے ناولوں میں مشترک تخلیقی محرکات

Muhammad Sheraz
Research Scholar, Department of Urdu, Hazara University, Mansehra.
Dr. Muhammad Altaf Yousafzai*
Associate Professor, Department of Urdu, Hazara University, Mansehra.
Dr. Muhammad Shehzad
Teacher, Islamia Colleget School Islamia College, Peshawar.
***Corresponding Author:** altafokasha@gmail.com

Common Creative Motifs in Akhtar Raza Saleemi's Novels

This study explores the underlying creative impulses that bind together Akhtar Raza Saleemi's novels "Jagay Hain Khawab Mein", "Jandar", and "Lavakh". While differing in themw, plot, and technique, these works share profound thematic and stylistic resonances. Set against the backdrop of the Hazara Division (Haripur, Abbottabad, Mansehra), the narratives foreground characters belonging to the same heroic lineage, carrying a shared historical and cultural legacy. Across the novels, recurring patterns emerge: existential anguish, the consciousness of death, and the stigma of madness imposed by society. Significantly, each protagonist is

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-25

ماخذ تحقیقی مجلہ

guided by a mentor figure who mediates their inner conflicts. The novels also converge through postcolonial perspectives, ecological concerns, stream of consciousness, and magical realism. Taken together, these elements reveal a remarkable intellectual continuity and creative cohesion in Saleemi's fiction, where regional, historical, and existential dimensions intersect to form a unified artistic vision.

Key Words: *Akhtar Raza Saleemi, Urdu novel, Hazara Division, Postcolonialism, Magical realism, Existentialism, Creative impulses.*

اکیسویں صدی کے نئے اردو ناول نگاروں کی صف میں اختر رضا سلیمی ایک اہم نام ہے، جنھوں نے موجودہ صدی کی دوسری دہائی کے نصف میں ناول نگاری کا آغاز کیا اور صرف دس برس میں وہ نام کمایا، جس کے لیے عموماً ایک عمر درکار ہوتی ہے۔ وہ نہ صرف بہتر ناول نگار ہیں، بل کہ شاعری میں بھی یکساں مقام رکھتے ہیں۔ ان کے تخلیقی سفر پر نظر دوڑائیں تو ایسے محسوس ہوتا ہے کہ ان کی روح ایک "بے چین روح" ہے، جو انھیں کسی پل چین نہیں لینے دیتی۔ اسی لیے شاید انھوں نے مختلف اصناف میں طبع آزمائی کی ہے۔

اختر رضا سلیمی کے تین ناول شایع ہو چکے ہیں، جو بالترتیب "جاگے ہیں خواب میں" ۲۰۱۵ء، "جندر" ۲۰۱۷ء، "لواخ" ۲۰۲۳ء ہیں۔ ان ناولوں پر الگ الگ مضامین و مقالات تو لکھے گئے ہیں، تاہم تینوں ناولوں کے مشترک تخلیقی محرکات پر کسی نے توجہ نہیں کی۔ ظاہری طور پر ان تینوں ناولوں کا موضوع، کہانی اور تکنیک ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہے، لیکن مغائرت کے ساتھ ساتھ کئی حوالوں سے گہری مماثلت بھی رکھے ہوئے ہیں۔

ان تینوں ناولوں کا لوکیل ہری پور، ایبٹ آباد اور مانسہرہ ہے، جو پہلی مماثلت ہے۔ ان ناولوں کے مرکزی کرداروں کا ایک سا خاندانی پس منظر ہے۔ زمان کے پرکھوں میں نور خان، احمد خان اور عبداللہ خان ہیں، جنھیں سید احمد شہید بریلوی سے گہری عقیدت ہے، جن کے کہنے پر وہ سکھا شاہی کے خلاف باقاعدہ طور پر جنگ میں شریک ہوئے۔ ناول کے صفحات ہمیں یہ بتاتے ہیں کہ ان کا تعلق بہادروں کے خاندان سے ہے:

> "وہ تو تھے ہی بہادروں کے قبیلے سے۔ اس قبیلے سے؛ جس کے سربراہ نے اپنے ساتھ ذلت آمیز سلوک کیے جانے پر، راجہ سے ٹکر لے لی تھی؛ اس راجہ سے جس کی راجدھانی میں، ان کے پورے قبیلے کی حیثیت، بکریوں کے ایک ریوڑ سے زیادہ نہ تھی۔ پھر آسمان نے یہ منظر بھی دیکھا کہ ایک بکری نے شیر کا شکار کیا۔"(۱)

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-25

ماخذ تحقیقی مجلہ

نور خان، احمد خان اور عبد اللہ خان نے سید احمد بریلوی کی شہادت کے بعد اس علاقے کے خیر باد کہہ دیا اور ہزارہ میں ایک نئی بستی نور آباد بسالی۔ دوسری طرف "جندر" کے مرکزی کردار ولی خان کے دادا احمد خان اور محمد خان بھی سید احمد شہید بریلوی سے عقیدت رکھتے ہیں اور ان کی شہادت کے بعد جان بچا کر اپنے علاقے سے نکلتے ہیں اور اس گاؤں میں سکونت اختیار کرتے ہیں، جو ناول کا لوکیل ہے۔ اسی طرح "لواخ" کے مرکزی کردار سکندر کے دادا محمد خان اور والد خانی زمان خان بھی سید احمد بریلوی سے عقیدت رکھے ہوئے ہیں اور ان کے کہنے پر سکھا شاہی کے خلاف بغاوت کا علم بلند کر لیتے ہیں:

> "اسی شام جہاد کا اعلان کر دیا گیا اور اگلے کچھ ہی دنوں میں دستے بالاکوٹ روانہ ہونے لگے۔ ہزارہ اور کشمیر میں موجود سکھ افواج نے وقتی طور پر اپنی ساری توجہ بالاکوٹ کی جنگ پر مبذول کر لی اور مہینے بھر کے اندر اندر، بھرپور تیاری کر لی، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جس صبح جنگ کا آغاز ہوا، اسی شام اس کا فیصلہ ان کے حق میں نکلا؛ سید احمد بریلوی، اپنے بے شمار جان نثاروں کے ساتھ شہید ہو گئے۔"(۲)

ان تفصیلات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ تینوں مرکزی کرداروں کے خاندان کا تعلق ایک ہی قبیلے سے تھا۔ ان واقعات سے ایک اور بات بھی سامنے آتی ہے کہ تینوں مرکزی کرداروں کے خاندان ایک سی میراث رکھتے ہیں یعنی بہادر اور خوددار ہیں، اپنی تذلیل کسی صورت برداشت نہیں کرتے۔

تینوں ناولوں میں مرکزی تھیم کو ایک ہی مرکزی کردار کے گرد بنا گیا ہے، یعنی ناولوں میں کرداروں کی بھرمار نہیں ہے، چند ذیلی کردار آتے ہیں، جو اپنے اپنے مقام پر کہانی کو آگے بڑھانے میں اپنا حصہ ڈالتے ہیں اور ناول کے اسٹیج سے غائب ہو جاتے ہیں۔ "جاگے ہیں خواب میں" کا مرکزی کردار زمان ایک طرح سے ابنارمل کردار ہے، جو سب سے الگ تھلگ اپنے خوابوں اور خیالوں میں کھویا رہتا ہے۔ دوسری طرف "جندر" کا مرکزی کردار ولی خان بھی جندر کے ساتھ جڑا ہوا ہوتا ہے۔ اسے نیند بھی جندر کی آواز پر ہی آتی ہے۔ وہ بھی جندر کے بغیر زندگی کا تصور نہیں کر سکتا۔ اسی طرح "لواخ" کا سکندر بھی اپنے والد کے قتل کا بدلہ لینے کے بعد اپنی اصل شناخت مٹا دیتا ہے اور اپنے دادا کے مزار پر مرید بن کر بے مہمل زندگی بسر کرتا ہے۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-25

ماخذ تحقیقی مجلہ

تینوں کرداروں کی زندگی میں ایک ایسا مرد کردار بھی موجود ہے، جن کے ساتھ ان کی ذہنی ہم آہنگی دوسروں کی نسبت زیادہ ہے۔ "جاگے ہیں خواب میں" زمان کے ساتھ عرفان موجود ہے، جو اس سے زیادہ علم و فضل رکھتا ہے۔ اس کے ساتھ زمان کھل کر اپنے خیالات کا اظہار کرتا ہے اور اپنی الجھنوں کو بیان کرتا ہے:

> "عرفان؛ ایک عجیب و غرب شخص۔ پڑھے لکھے نوجوانوں میں وہ "غاؤسہ" کے عجیب و غریب نام سے مشہور تھا جب کہ بستی کے بوڑھے بزرگوں کی نظر میں وہ ایک پراسرار آدمی تھا۔۔۔ وہ بہت کم لوگوں پر کھلتا تھا مگر جب کھلتا تو سائنس، تاریخ، مذہب، فلسفہ، کیمیا گری، ادب اور نجوم جیسے متنوع علوم ایک ذات میں سمٹ آتے۔ سننے والوں کو لگتا جیسے علوم اپنی اصل میں ایک ہیں۔ زمان ان چند خوش نصیبوں میں سے تھا جن پر وہ پہلی ہی ملاقات میں کھل گیا تھا۔"(۳)

"جندر" میں ولی خان کا غم گسار اور رہ بر و رہ نما بابا جمال دین ہے، جو رشتے میں اس کا دادا لگتا ہے۔ اس کردار کے ذریعے ہی ولی خان ناولوں کا مطالعے کی طرف راغب ہوتا ہے، جس سے وہ اپنی اذیتوں سے کچھ عرصے کے لیے چھٹکارہ پالیتا ہے:

> "میرے باپ کی موت کے بعد وہ واحد شخص تھا جو میری خبر گیری کرنے تقریباً ہر دوسرے روز یہاں آتا اور کہانیاں سنا کر میرا غم ہلکا کیا کرتا تھا۔ سچی بات تو یہ کہ اس دور میں اس کی سنائی ہوئی کہانیوں نے میرا دکھ کم کرنے، مجھے واپس زندگی کے دھارے کی طرف لانے اور میرا حوصلہ بڑھانے میں، بہت مدد کی۔"(۴)

اسی طرح "لوح" میں سکندر کو اپنی اوٹ میں چھپانے والا عبدل ہوتا ہے، جو نحیف و نژاد سکندر کی دیکھ بھال کرتا ہے اور اس کو ماضی سے مکتی دلانے میں کام یاب ہو جاتا ہے:

> "دو گھنٹے پہلے عبدل نے بنفشے اور پودینے کا قہوہ بنا کر مجھے زبردستی پلایا تھا، جس سے میرے بدن میں تھوڑی سی حرارت پیدا ہوئی تھی۔ اس نے میرے لیے کھچڑی بھی بنائی تھی۔"(۵)

تینوں مرکزی کرداروں کی شادی کی اپنی اپنی کزن سے طے ہوتی ہے۔ البتہ سکندر شادی سے قاصر رہتا ہے اور باقی دونوں کردار اپنی ازدواجی زندگی مستقل طور پر نارمل انداز میں گزارنے سے معذور رہتے ہیں۔ تاہم دونوں کی وجوہات الگ الگ ہوتی ہیں۔ ایک اور مماثلت ان کرداروں میں یہ ہے کہ تینوں کا خیال ہے کہ ارد گرد کے

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-25

ماخذ تحقیقی مجلہ

لوگ انھیں پاگل سمجھتے ہیں۔ زمان ایک عرصے بعد جب بازار کی طرف جاتا ہے تو لوگوں کے رویوں کو وہ یوں بھانپتا ہے:

> "اس (زمان) نے محسوس کیا کہ لوگ اسے یوں دیکھے بغیر گزر رہے ہیں، جیسے وہ اپنے بدن میں موجود ہی نہیں۔ "شاید وہ ہمجھ سے خوف زدہ ہیں۔ انھیں پتہ چل گیا ہو گا کہ میں کئی لوگوں کی موت کا ذمہ دار ہوں۔"(۶)

ولی خان جب جندر کی آخری چونگ پیس کر اپنی دانست میں موت کے انتظار میں اس پہلے شخص کو تصور کرتا ہے، جو اسے سب سے پہلے مردہ حالت میں دیکھے گا؛ غور و حوض کے بعد وہ اپنے ارد گرد پائے جانے والے لوگوں کے رویوں کو سوچتا ہے تو مایوس ہو جاتا ہے:

> "اس اجاڑ رستے سے اب دن میں بہ مشکل چار پانچ آدمی ہی گزرتے ہیں، جن میں سے کچھ تو بالکل ہی اجنبی ہوتے ہیں اور صحن میں میری موجودگی کے باوجود دعا سلام کیے بغیر ہی گزر جاتے ہیں؛ اور جو چہرے مہرے سے میرے شناسا ہوتے ہیں ان میں سے اکثر مجھے پاگل سمجھتے ہیں اور مجھے ایسی نظروں سے دیکھتے ہیں جیسے میں ابھی انھیں کاٹنے کو دوڑوں گا۔"(۷)

اسی طرح سکندر جب نیا نیا اپنے دادا کے مزار پر وارد ہو کر مرید بن کے رہنا شروع ہو جاتا ہے تو پولیس کے ایک چھاپے میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ جب اسے تھانے لے جایا جاتا ہے تو تھانے دار اسے پاگل سمجھ کر رہائی دے دیتا ہے۔ جس کا اظہار وہ کچھ یوں کرتا ہے:

> "پہلی مرتبہ گیارہ سال پہلے؛ جب میں یہاں نیا نیا آیا تھا اور پہلے ہی چھاپے میں دھر لیا گیا تھا اور دوسری مرتبہ؛ چھے سال پہلے، جب مجھے لواخ روشن کر کے لوگوں کو انگریز سرکار کے خلاف حملے پر اکسانے کے جرم میں گرفتار کیا گیا تھا۔ دنوں مرتبہ تھنے دار نے، مجھے دیکھتے ہی فقرہ اچھالا تھا۔ "یہ پاگل کہاں سے اٹھالائے ہو، میں نے اس کا اچار ڈالنا ہے۔"(۸)

تینوں ناولوں کے مرکزی کرداروں کے موت کے بارے میں تقریباً ایک جیسے خیالات ہیں۔ وہ کسی بھی لمحے موت سے خوف زدہ نہیں ہوتے، بل کہ اسے وجود کی حقیقت مانتے ہیں۔ "جاگے ہیں خواب میں" کا مرکزی کردار زمان موت کو وجودی سطح پر محسوس کرتا ہے۔ اس لیے موت اس کے لیے کسی نفسیاتی خوف کا باعث نہیں بل

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-25

ماخذ تحقیقی مجلہ

کہ امکانی تصور ہے، جو اس کی ارادی اور اختیاری صلاحیتوں کو منور کر دیتا ہے۔ وہ اس بات سے آگاہ ہے کہ موت پیدائش ہی سے امکانی صورت میں اس کے اندر موجود ہے۔ وہ موت کے تصور کو کچھ یوں بیان کرتا ہے:

> "جوں ہی زندگی کا کوئی بلبلہ وجود پاتا ہے؛ موت ایک خلا کی صورت میں اس میں داخل ہو جاتی ہے۔ یوں پہلا سانس موت کی طرف پہلا قدم بھی ہے۔ زندگی، موت کے گرد تنا ہوا ایک مہین پردہ ہے جو کسی وقت بھی پھٹ سکتا ہے۔"(۹)

"جندر" کا مرکزی کردار ولی خان بھی موت کو وجودی سطح پر محسوس کرتا ہے، جو اسے خوف میں مبتلا کرنے کی بجائے حرکت و عمل پر اکساتی ہے۔ وہ اکثر تنہائی اور فرصت کے لمحات میں موت اور خدا کے تعلق کے بارے میں سوچتا رہتا ہے۔ وہ اپنی زندگی میں یہ گتھی نہیں سلجھا پاتا کہ موت نے خدا کو خلق کیا یا خدا نے موت کو۔ تاہم وہ اپنی موت سے کبھی خوف زدہ نہیں ہوا۔ اس کے مطابق:

> "میرے خیال میں موت کہیں باہر سے وارد نہیں ہوتی وہ زندگی کی سرشت میں شامل ہوتی ہے۔ جوں ہی کسی وجود میں زندگی ترتیب پاتی ہے، موت بھی اس میں پناہ حاصل کر لیتی ہے اور زندگی کو اس وجود سے باہر دھکیلنے کا عمل شروع کر دیتی ہے۔ جس وجود کی زندگی جتنی طاقت ور ہوتی ہے وہ اتنے ہی طویل عرصے تک وہاں قدم جمائے رکھتی ہے مگر کب تک؛ آخری فتح موت ہی کی ہوتی ہے۔"(۱۰)

اسی طرح "لواخ" کا مرکزی کردار بھی موت کو اٹل حقیقت گردانتے ہوئے کبھی اس کے خوف کا شکار نہیں ہوتا، بل کہ ہمیشہ شجاعت و دلیری والی موت کا طالب رہتا ہے۔ ایک جنگجو قبیلے کا فرد ہونے کی وجہ سے وہ میدانِ جنگ میں شہید ہونے کا خواہاں رہتا ہے اور کبھی اس کے خوف میں مبتلا نہیں ہوتا:

> "موت تو برحق ہے اس نے ہر صورت آنا ہے؛ وہ اس کمرے میں، اس آرام دہ بستر پر بھی آسکتی ہے، جو عبدل نے میرے لیے خصوصی طور پر اپنے گاؤں سے منگوایا تھا لیکن مجھ سمیت، گرم بستروں میں مرنے والے لوگ اس سرگرم اور پرجوش موت کا تصور بھی نہیں کر سکتے، جس کا سامنا آدمی کو میدانِ جنگ میں اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کرنا پڑتا ہے۔"(۱۱)

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-25

ماخذ تحقیقی مجلہ

تینوں ناولوں میں کہانی بھی تقریباً ایک ہی انداز میں آگے بڑھتی ہے۔"جاگے ہیں خواب میں"میں مرکزی کردار زمان ہسپتال میں زندگی اور موت کی جنگ لڑتے ہوئے کومے کی حالت میں طویل خواب دیکھتا ہے اور اس طویل خواب کے دوران میں ماضی میں سفر کرتا ہے اور یوں ناول کی کہانی بیان ہوتی چلی جاتی ہے۔دوسری طرف"جندر"کا مرکزی کردار ولی خان بھی اپنی دانست میں بستر مرگ پر اپنی موت کے انتظار میں لیتا اپنی کہانی سناتا ہے۔اسی طرح"لواخ"کا مرکزی کردار سکندر بھی اپنے دادا کے مزار سے ملحقہ چلہ گاہ کے درجن بھر کمروں میں سے ایک میں لیٹا فلیش بیک تکنیک کے ذریعے اپنی کہانی کو بیان کرتا ہے۔تینوں ناولوں کی کہانی ایک خاص انداز میں ماضی میں سفر کرتی ہے اور ان کے خاندانی پس منظر کی کہانی دہراتی ہے۔یہ تینوں کردار دراصل اپنے پرکھوں کی شجاعت کو یاد کرتے ہیں۔

مندرجہ بالا مماثلتوں کے علاوہ بھی کئی لحاظ سے تینوں ناولوں میں گہری مماثلت موجود ہے۔تینوں ناولوں کی کہانی بنت میں مابعد نو آبادیات،ماحولیات،شعور کی رو اور جادوئی حقیقت نگاری سے بھی کافی مدد لی گئی ہے۔

یہ تھے تینوں ناولوں کے چند اہم اشتراکات جو اختر رضا سلیمی کے مشترک تخلیقی محرکات اور رجحانات کو سمجھنے میں مدد دیتے ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ یہ پہلو تینوں ناولوں کو بھی سمجھنے میں معاون ثابت ہوتے ہیں۔

حوالہ جات

۱ اختر رضا سلیمی،جاگے ہیں خواب میں،راول پنڈی:رمیل ہاؤس آف پبلی کیشنز،اشاعت پنجم، ۲۰۲۲ء،ص۴۲

۲ اختر رضا سلیمی،لواخ،راول پنڈی:رمیل ہاؤس آف پبلی کیشنز،اشاعت اول،۲۰۲۳ء،ص۸۵

۳ اختر رضا سلیمی،جاگے ہیں خواب میں،راول پنڈی:رمیل ہاؤس آف پبلی کیشنز،اشاعت پنجم، ۲۰۲۲ء،ص۳۶،۳۵

۴ اختر رضا سلیمی،جندر،راول پنڈی:رمیل ہاؤس آف پبلی کیشنز،اشاعت چہارم،۲۰۲۲ء،ص۴۴

۵ اختر رضا سلیمی،لواخ،راول پنڈی:رمیل ہاؤس آف پبلی کیشنز،اشاعت اول،۲۰۲۳ء،ص۲۲

۶ اختر رضا سلیمی،جاگے ہیں خواب میں،راول پنڈی:رمیل ہاؤس آف پبلی کیشنز،اشاعت پنجم، ۲۰۲۲ء،ص۲۲۱

۷ اختر رضا سلیمی،جندر،راول پنڈی:رمیل ہاؤس آف پبلی کیشنز،اشاعت چہارم،۲۰۲۲ء،ص۱۶،۱۵

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-25

ماخذ تحقیقی مجلہ

۸ اختر رضا سلیمی، لواخ، راول پنڈی: رمیل ہاؤس آف پبلی کیشنز، اشاعت اول، ۲۰۲۳ء، ص ۱۲

۹ اختر رضا سلیمی، جاگے ہیں خواب میں، راول پنڈی: رمیل ہاؤس آف پبلی کیشنز، اشاعت پنجم، ۲۰۲۲ء، ص ۲۲۴

۱۰ اختر رضا سلیمی، جندر، راول پنڈی: رمیل ہاؤس آف پبلی کیشنز، اشاعت چہارم، ۲۰۲۲ء، ص ۱۰۶

۱۱ اختر رضا سلیمی، لواخ، راول پنڈی: رمیل ہاؤس آف پبلی کیشنز، اشاعت اول، ۲۰۲۳ء، ص ۱۴